رسول بدایونی کی "سوط الرحمٰن" اور مولوی علی حیدر ٹونکی کی "سبیل الرحمٰن" دیکھی، تو اس میں بھی یہی داستان پائی۔ قلب حقیقت اور تمویہ واقعات کی یہ بڑی سی بڑی مثال ہو سکتی ہے کہ سید صاحب اور مولوی اسماعیل شہید کی نسبت کہا جائے کہ سلطان محمود کے ہاتھوں وہ شہید ہوئے۔ یہ تو ایک مسلمہ تاریخی واقعہ ہے، جس کو اس عہد کے اور بعد کے انگریز مؤرخین اور سیاحوں نے بھی بطور تاریخی حقیقت کے لکھا ہے کہ ان کی شہادت بالاکوٹ کے معرکے میں ہوئی، جبکہ رنجیت سنگھ کا فرنچ سپہ سالار کھڑک سنگھ کی معیت میں حملہ آور ہوا تھا۔ اور ان کا مزار اب تک دربند ضلع ہزارہ میں موجود ہے۔

بے رحمی: اس زمانے کی بات ہے جب کبھی حسب معمول وہابیوں پر لے دے ہوتی تو مجھے اچھا نہ معلوم ہوتا۔ بے اختیار کوئی نہ کوئی جملہ ان کی موافقت میں کہہ دیتا۔ ایک مرتبہ ایک بڑا مجمع ایک مسکین شخص کو پکڑ کر ہمارے یہاں لایا۔ باہر دیوان خانے میں حافظ صاحب ایک جج کی طرح بیٹھے اور ملزم پیش ہوا۔ خوفناک الزام جو اس پر لگایا گیا تھا "وہابیت" کا تھا۔ واقعہ یہ کہ مچھوا بازار میں کوئی مسجد ہے، یہ وہاں ٹھیرا ہوا تھا۔ وہاں لوگوں نے شب برات کا حلوا تقسیم کیا اور اسے بھی دیا، مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا "یہ بدعت ہے۔" جب بحث بڑھی تو لوگ پکڑ کے یہاں لے آئے۔ بڑا شور مچ رہا تھا۔ ایک مجرم کی طرح وہ ڈرا سہما وسط مجلس میں بیٹھا تھا اور لوگ اس پر گرج رہے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم اس بارے میں بڑے پر جوش مجاہد تھے۔ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ: "وہابیوں کا علاج تمہیں معلوم نہیں، تم لوگ بحث کرنے لگتے ہو۔ ان کا علاج "جوتا" ہے اور یہ کہتے ہوئے گو بدبخت سامنے موجود نہ ہو، لیکن وہ اپنے جوتے کی طرف ہاتھ اس طرح لے جاتے تھے، گویا اتار کر یہ اسلحہ بارہا استعمال بھی کیا تھا، اور اس کے کارنامے نہایت فخر کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ ایک مثنوی بھی کبھی کبھی شوق میں آ کر پڑھتے تھے، جو بڑی فصیح و بلیغ تھی۔ ایک شعر اس کا مجھے اب تک یاد ہے:

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یارو — تڑاتڑ جوتیاں تم ان کو مارو

"تڑاتڑ" کے لفظ پر بہت زور دیتے تھے، گویا اس شعر میں جس عمل کی تلقین کی گئی ہے، اس کی ساری اسپرٹ اسی لفظ میں مضمر ہے! چنانچہ وہ اس موقعہ پر بھی پوری طرح تیار تھے کہ اس حسن اتفاق سے پورا پورا کام لیں۔ اس غریب نے صورت حال محسوس کر لی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس وقت مجھے اس قدر رحم اس پر آیا تھا کہ کہہ نہیں سکتا۔ میں بار بار سوچتا ہوں کہ الٰہی، اس کا کیا قصور ہے؟ اس نے کیا کیا ہے کہ اس طرح لوگ اسے مارے ڈالتے ہیں؟

❁❁...... ❁❁

11-11-11

یاسین ساقی (کویت)

آپ میں سے اکثر اس کے انوکھے ٹائٹل کو دیکھ کر متعجب و مستغرب ہوئے ہوں گے۔ اور یہی تعجب و اضطراب آپ کو ان سطور کی بے ڈھب گلیوں میں دخول پر مجبور کر رہا ہوگا۔ اب میں اس حیرانگی کو ذرا اور ہوا دینا چاہتا ہوں تاکہ اوجِ حیرانی تک آپ کی رسائی ہو جائے؛ لیکن آپ آخر میں اس کالم کو کھکھل نہیں، بلکہ "ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم" کے مصداق پائیں گے۔ اب میں آپ کے دھیان کو "کالم کے نام" کی طرف موڑ لیتا ہوں، چلو اس کا نام DTE رکھ لیتے ہیں۔ اس سے شاید و باید آپ کے دل میں ایک اور سوالیہ نشان ابھر آئے، خیر اس کی جوابدہی کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ میرا مطلب "Double "Triple Eleven کا مخفف تھا، اس کی مزید وضاحت کروں کہ آج کا دن 11، مہینہ: 11، اور سال بھی: 11 ہے۔ یہ ہوئی "Triple Eleven" کی کنسٹری۔ باقی Double کا لفظ تفسیر طلب نگاہوں سے ٹکٹکی باندھا ہوا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس نمایاں و عیاں تاریخ میں دن چڑھے 11 بج کر 11 منٹ اور 11 سیکنڈ کا لمحہ بھی اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگائے گا۔ ان سب کو مل ملا کر مجموعی نام کا مخفف DTE رکھا گیا ہے۔ اب بسیار شکایت کی گنجائش ناپید ہوئی ہوگی۔

چند روز قبل میں کمرے میں ٹہلتا ہوا سوچ و بچار کی پگڈنڈیوں اور شش و پنج کی بھول بھلیوں میں پھسلتا، سرکتا، دھڑکتا، مچلتا، کودتا اور بھٹکتا پھر رہا تھا کہ اچانک میری نظر گھوم پھر کر کیلنڈر پر جا رکی۔ اور یہ دیکھ کر غیر ارادی میں نسیم سحری کا لطف سا محسوس ہونے لگا، کہ دو دن بعد کی تاریخ کچھ نرالی اور انوکھی سی ہے، جسے دائیں یا بائیں جیسی آپ کی مرضی پڑھ لیں، کچھ فرق نہیں پڑتا ہے۔ ساتھ ہی یکے بعد دیگرے اس سے ریلیٹڈ بہت ساری باتیں، وقائع، نکتے، خیالات اور تصورات کے تلاطم خیز امواج دل و دماغ کے سمندر میں موجزن ہوئے۔ میں Numerolgy،Symbolic رقمی لغت یا حقائقِ رقمی سے متعلق زیادہ معلومات نہیں رکھتا، اور نہ ہی اس حوالے سے کچھ بیان کرنے کی جسارت رکھتا ہوں، کیونکہ یہ ایک وسیع معلومات و رموز اور حقائق کا بحرِ بیکراں ہے؛ جس میں غوطہ زن ہونے کی ناچیز میں سکت بھی نہیں ہے۔

یہ بات آپ سے مخفی نہیں ہے کہ (11) وہ عدد ہے جو دو (1) سے مرکب ہے۔ اعداد کا پہلا اکائی ہندسہ اور پہلا طاق عدد ہونے کا شرف بھی اسے ہی حاصل ہے۔ اور آج کا دن، ماہ و سال سب دو دو (1) سے مرکب ہے۔ اور مجموعی طور پر TE یعنی چھے (1) پر مشتمل ہے۔ اگر ہم اس پر تھوڑی سی بحث و تمحیص اور غور و خوض کریں، تو یہ امر واقعی ہے کہ (1) وہ عدد ہے جو کسی

عدد پر تقسیم نہیں ہوتا اور کسی کی تقسیم قبول بھی نہیں کرتا ہے۔ جو کہ وحدت اور وحدانیت کی دلیلِ روشن ہے۔ اور اس میں کسی کی شرکت وشراکت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اب اس تاریخ کو، جس کا ہر عدد واحد واَحد ہے، ربِ کائنات کی اپنی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں یکتائی اور وحدانیت کے ساتھ ریلیٹ دیکھتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ ربِ ذوالجلال والاکرام کی توحید پر یقینِ کامل، اس کا کوئی ہمسر وشریک نہ ہونے میں کوئی ذرہ برابر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس کا اقرار ہر شے یا تو زبان قال سے ادا کرتا ہے، نہیں تو کم از کم زبانِ حال سے اس کی وحدانیت کا گن ضرور گنگناتا رہتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی تخلیق اس کی حکمت سے لبریز ہوتی ہے، جو اس کی توحید کا پرتو اور چھاؤں ہوتا ہے۔ اس کی وحدانیت مزید بیان ووضاحت کی چنداں محتاج نہیں ہے۔ لیکن اس کی نشانیاں ہر چیز میں پنہاں، ہر شے میں نہاں اور ہر ذی شعور پر ہر سے عیاں ہوتی رہتی ہیں۔ بوجہِ مذکورِ بالا آج کی تاریخ رب العالمین کی توحید کی ایک علامت اور آیت ہے، جو کہ مایہ ناز، ممتاز اور مشہور عربی شاعر ابو العتاهية کے اس قولِ حق کے مصداق ہے:

وفی کل شیٔ لہ آیۃ تدل علیٰ أنہ واحد

"ہر چیز میں اس کے واحد و یکتا ہونے کی کوئی نہ کوئی علامت اور نشانی ضرور ہوتی ہے۔"

اور آج کی تاریخ بھی جو کہ ڈبل ٹریپل الیون ہے، انہی نشانیوں میں سے ایک روشن نشانی ہے۔

ایک دفعہ کسی اعرابی (عربی بدو) سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنے رب کو کیسے پہچان لیا؟ تو اس نے بے ساختہ اور برملا نہایت ہی بلاغت وفصاحت اور حکمت ودانائی سے پر بے دریغ وبلا توقف حسین انداز میں جواب دیا:

"إن البعرة تدل على البعير، وان الأثر يدل على المسير، فسماء ذات أبراج وأرض ذات فجاج، وبحر ذو أمواج ألا يدل ذلك كله على اللطيف الخبير!" جب مینگنیاں اونٹ کے اور نقشِ پا کسی راہ گزر کے وجود کی دلیل ہوسکتا ہے۔ تو کیا ستاروں اور برجوں والا گردوں، وادیوں اور راہوں والی دھرتی اور امواج اور لہروں سے موجزن سمندر ہر چیز کی باریکی سے باخبر ذات کی وحدانیت اور وجود پر ادلہ قاطعہ نہیں؟؟!! الله اكبر كبيرا.

عدد (11) کے ساتھ اور بہت سارے امور وواقعات بھی وابستہ ہیں۔ جب بھی (11) کا نام زبان پر لیا جاتا ہے تو اہلِ دنیا کے ذہنوں میں بانگِ دہل گونج اٹھتا ہے اور "نائن الیون" کی جھلکیاں ابھر آتی ہیں، جس دن ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی دونوں عمارتیں زمین بوس ہوگئی تھیں۔ اور اس کے خمیازے ابھی تک بے گناہ لوگ بھگت رہے ہیں۔ اور دنیا میں اس کے اثرات مسلسل رونما ہو رہے ہیں۔ اُس وقت اس کی دگرگوں توجیہات بیان کی گئیں، لیکن ابھی ان کے اعادہ کرنے کا محل نہیں ہے۔

یہ اٹیک (11) ستمبر کو ہوا تھا، اور نائن الیون کا مجموعی عدد بھی (11) ہے۔(11=9+1+1)، اور وہ دن 2001 کا 254 واں دن تھا، جن کا حاصل جمع بھی (11) ہے۔(11=4+5+2)، اور سال کے باقی ماندہ دنوں کی تعداد (111) ہے۔سورۂ یوسف اور الاسراء دونوں میں بھی (111) آیتیں ہیں۔ اس وقت کے امریکی ظالم وسفاک صدر George W Bush کا نام بھی (11) حروف پر مشتمل ہے۔اور WTC کی دونوں عمارتیں امریکی ریاست New York City میں ایستادہ تھیں، وہ بھی (11) حرفوں سے مرکب ہے۔جو طیارہ پہلے اس عمارت سے ٹکرایا تھا، اس کا نمبر بھی (11) تھا۔اس پر مزید یہ کہ اس تخریبی کام میں جس فرد کو ملزم اور ملوث قرار دے کر افغانستان پر چڑھائی کی گئی تھی، اس کے نام ''اسامہ بن لادن'' میں بھی (11) حروف ہیں۔اور اس کی فوتگی کا ڈرامہ بھی 2011 میں رچایا گیا۔کلی طور پر اگر ہم پرکھیں اور جانچیں تو WTC کے تاریخی حادثے میں عدد (11) کو کافی پذیرائی ملی ہے۔علاوہ ازیں (11) کو Symbolic اور Spiritual معانی میں Master Number کہا جاتا ہے۔اور اس کے متعلق Negative Effections اور خیالات پیش کیے جاتے ہیں۔حالانکہ یہ سراسر غلط تصور، بے ہودگی اور یاوہ گوئی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ (11) ایسا مفرد اور منفرد عدد ہے، جو دو (1) سے مل کر وجود میں آیا ہے، اور اپنے آپ اور (1) کے علاوہ کسی عدد پر منقسم نہیں ہوتا ہے۔قرآنی آیات اور کلمات میں اس کے اعجازِ عددی کی موجودگی رب وحدہ لاشریک لہ کی وحدانیت کی منہ بولتی روشن دلیل ہے۔اگر ہم چند قرآنی کلمات اور آیات کا بغور جائزہ لینے کی کوشش کریں تو یہ بات عیاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ اس کا ذکر محض اتفاقی اور لاشعوری امر نہیں ہے۔لہٰذا جس طرح فرقانِ حمید کا اعجازِ علمی اجاگر ہے، اسی طرح اس کا اعجازِ عددی بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔اور جب کہ اس دور میں ''فیگرز لینگویج'' گلوبل بن چکی ہے، تو اس پر مزید کام ہونے کی ضرورت ہے۔تاکہ اس لینگویج میں بھی قرآنی معجزات سے اہل دنیا روشناس ہو سکے۔اس بات سے آپ بخوبی واقف ہیں کہ قرآنِ کریم میں پہلی مرتبہ لفظِ جلالہ (اللہ) کا ذکر سورۂ فاتحہ کی پہلی آیتِ بسملہ میں ہوا ہے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ فاتحہ سورہ نمبر (1) اور آیت نمبر بھی (1) ہے۔گویا ان دونوں کو ساتھ ملانے سے (11=1,1) ہوا۔

اور اس سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ لفظِ جلالہ (اللہ) تین حروف (ا، ل، ہ) پر مشتمل ہے، اور یہ حروف اس میں بالترتیب 1، 2، 1 دفعہ آیا ہے۔ان کا شکلی مجموع (121) ہے، جو (11) کا حاصل ضرب ہے: (121=11×11)۔اسی طرح سورۂ اخلاص کو لیجیے، اس کی پہلی آیت (قل ھو اللہ أحد) کے حروف کی گنتی کریں تو نتیجہ پھر (11) نکلے گا۔کل مجھے یہ معلوم ہوا کہ قرآنِ شریف میں ان سورتوں کی تعداد بھی (11) ہے، جن کی آیتیں (7) سے کم ہیں۔جب راقم السطور نے جستجو کی

اور پرکھا تو بات بالکل صحیح سالم ثابت ہوئی۔ تقدیراً ٹرپیل الیون موسمِ حج کے فورا بعد آیا ہے۔ کوئی پوچھے گا کہ میاں ان کے درمیان بھی کوئی سروکار ہے؟! جواب ہاں میں ملے گا، ایامِ حج میں حجاجِ کرام کی زبانیں جس نعرے سے تروتازہ رہتی ہیں وہ بھی سراسر وحدانیت پرمبنی ہیں۔ اور تمام مناسک میں اللہ تبارک وتعالی کے لئے مطلق انقیاد واطاعت گزاری اور اس کی توحید پر یقین کامل روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آتا ہے، تلبیہ کا ہر کلمہ توحید کا سرچشمہ ہے۔ ساتھ ہی دنیا جہاں میں منبر ومحراب اور مساجد مسلمانانِ عالم کی تکبیرات سے مسلسل پانچ ٹائم گونجتی رہیں۔ ان ایامِ مبارکہ کے فورا بعد TE کا آنا اس میں اور زیادہ نکھار پیدا کرتا ہے۔ ان سے بھی بڑھ کر یہ کہ (11) کا ذکرِ خیر بالاسم بھی قرآن مجید میں آیا ہے، جب حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے سپنے کا ذکر اپنے پدر محترم کو کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿إني رأيت احَدَ عشَرَ كوكبا والشمس والقمر رأيتهم لي ساجدين﴾ ''میں نے گیارہ ستاروں اور مہتاب وآفتاب کو اپنے لئے سجدہ ریز دیکھا ہے۔''

اور ان کا یہ خواب اس وقت شرمندہ تعبیر ہوا جب ان کے محترم والدین اور **گیارہ** بھائیوں نے ان کو تعظیماً سجدہ کیا۔ (اور یہ ان کے دین وشریعت میں جائز تھا۔)

جب ہم دل وجان، مال ومنال، خویش واقارب اور ساری کائنات سے زیادہ محبوب وعزیز پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے شبانہ روز مقدس زندگی پر نظر دوڑائیں تو (11) وہاں بھی گاہے بگاہے نظر آتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتے چلیں، آپ ﷺ کی مدنی زندگی (11) سالوں پر محیط ہے، آپ کی ازواجِ مطہرات بھی (11) تھیں، آپ قیام اللیل اور نمازِ تراویح بھی (11) ر آ پڑھتے تھے، جس وقت آپ نے اس فانی دنیا کو الوداع فرما کر اپنے رب کریم ورحیم کو پیارے ہوگئے، وہ بھی (11) ہجری کا سال تھا۔ مہینوں کے سردار ماہِ رمضان میں جب مسجدیں نمازیوں کی کثرت سے پررونق، دلفریب اور دلربا مناظر پیش کرتی ہیں؛ کیونکہ مکین سے مکان کی رونق ہوتی ہے۔ اس سے جو نمازِ تراویح بڑے جوش وخروش، فرطِ عقیدت اور خشوع وخضوع سے ادا کی جاتی ہے، اس کی ر ت بھی (11) ہوتی ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اگر آپ سوچیں اور پرکھیں تو یہ حقیقت بھی آپ سے گلے لگائے گی کہ انسان کی فوتگی کے بعد جب اسے قبر کے سپرد کیا جاتا ہے، تو وہاں کے ممتحن نکیر ومنکران سے تین پرچے حل کروائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں صرف تین امور کے متعلق سوال کیا جائے گا (اللہ، رسول، دین) گویا جس طرح آج کی تاریخ ٹرپیل الیون پر مشتمل ہے، اور ہر الیون میں عدد (1) ہے، جس کا وحدت پر اطلاق ہوتا ہے، اسی طرح حقیقی معبود بھی ایک، رسول بھی ایک اور دین حق بھی ایک ہے۔

جب میں اس کالم کو لکھ رہا تھا، اس سے اخبار میں یہ خبر پڑھی کہ 11.11.11 کو بہت سے ممالک میں خوشیاں